رُوداد مجلسِ تعلیمی

منعقدہ دارالاسلام پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور

سنہ ۱۹۴۴ء

اپنے نظریہ تعلیمی کے مطابق ایک درس گاہ اور ایک تربیت گاہ کے قیام کی ضرورت تو ہماری جماعت کو ابتدا سے محسوس ہو رہی تھی، اور موجودہ مرکز میں آنے کے بعد تو اس کے قائم کرنے کا ارادہ بھی کر لیا گیا تھا لیکن مختلف اسباب سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی طرف جلدی اقدام نہ کیا جا سکا۔ حال میں جماعت کے جو مختلف اجتماعات بہار، پنجاب، دہلی اور دکن میں منعقد ہوئے۔ ان میں ارکانِ جماعت کی طرف سے بشدت اس بات کا مطالبہ ہوا کہ اب اس کام میں مزید تاخیر نہ کی جائے، اس کے ساتھ یہ ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ مستقل مرکز کا فیصلہ جلدی سے جلدی کر لیا جائے تاکہ درسگاہ اور تربیت گاہ کے قیام میں مرکز کے عارضی ہونے کی وجہ سے جو رکاوٹ ہے وہ دور ہو جائے اور اطمینان کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر اس سلسلہ کی تمام تجاویز کو عمل میں لانا شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ دکن کے سفر سے واپس آنے کے بعد ہی ایک مجلس مشاورت کے لیے ۱۴، ۱۵، ۱۶ اگست کی تاریخیں تجویز کر

لی گئیں اور اس مجلس کے انعقاد سے پہلے ایک طرف تو ایک مفصل تعلیمی سوال نامہ اخبار "کوثر" میں شائع کرایا گیا، تاکہ جو لوگ ہمارے اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ اپنی آرا سے ہمیں فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔ اور دوسری طرف مرکز کی ضروریات کو واضح کرتے ہوئے جماعت کے ارکان اور ہمدردان سے درخواست کی گئی کہ مستقل مرکز کے لیے جگہ کے انتخاب سے متعلق جو تجاویز انہیں پیش کرنی ہیں وہ ضروری تفصیلات کے ساتھ انعقاد مجلس کی تاریخوں سے پہلے پہلے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ ان سب کو پیش نظر رکھ کر مرکز کے بارے میں ایک آخری فیصلہ کر لیا جائے۔

ہمارے ان دونوں اعلانات پر تعلیمی اسکیم اور مرکز کی تجویز کے متعلق اچھی خاصی تعداد میں ارکانِ جماعت اور ہمدردوں کی جانب سے جوابات بروقت موصول ہو گئے جن میں سے اکثر کافی غور و خوض اور تحقیق سے مرتب کئے گئے تھے اور ہمارے کام میں مددگار ثابت ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے اور اقامت دین کی جد و جہد کے ہر مرحلے میں ہمارے ساتھ اسی طرح قلبی تعاون کے لیے زیادہ سے زیادہ آمادہ فرمائے۔

حسبِ اعلان ۲۳ شعبان ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۶۳ء کو دارالاسلام میں مجلس تعلیمی کا اجلاس شروع ہوا۔ ہمارے ارکان اور ہمدردوں میں سے جو لوگ تعلیمی امور میں نظری اور عملی بصیرت رکھتے ہیں، ان سب کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی اور الحمدللہ کہ ان میں سے اکثر تشریف لے آئے تھے۔ مدعوین کے علاوہ اور بھی چند اصحاب جنہیں ان مسائل سے دلچسپی ہے، شریک جلسہ ہوئے حاضرین کی تعداد بیالیس تھی۔

اجلاس اوّل

پہلا اجلاس نمازِ ظہر کے بعد دارالاسلام کی مسجد میں شروع ہوا۔ اس اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے مولانا مودودی صاحب نے سب سے پہلے اپنا وہ مضمون پڑھ کر سنایا جو نیا نظامِ تعلیم کے عنوان سے ترجمان القرآن میں اور پمفلٹ کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے (اور اس مجموعہ میں صفحہ ۶۳ پر درج ہے) اس کے بعد فرمایا:۔

"اگرچہ آپ سب حضرات اس مضمون کو جو ابھی میں نے آپ کو سنایا ہے اس سے پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن میں نے یہاں اسے دوبارہ سنانا اس لیے ضروری سمجھا کہ یہی مضمون ہمارے اس تعلیمی نظریے اور اس تعلیمی پالیسی کا سنگِ بنیاد ہے جس پر ہمیں اب عملاً کام کرنا ہے اور اس کام کو شروع کرتے وقت ہمارے ذہن میں ان بنیادی اصولوں کا مستحضر ہونا ضروری ہے جو اس میں بیان کیے گئے ہیں۔ میں خود فن تعلیم کا ماہر نہیں ہوں اور اس کام کے لیے جو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے میں کوئی عملی اسکیم نہیں بنا سکتا میرا کام صرف یہ ہے کہ اسلامی تحریک کو جس قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے اور جن اوصاف اور جن قابلیتوں کے کارکن اُسے مطلوب ہیں ان کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ اور اس کے بعد ماہرینِ فن ہونے کی حیثیت سے یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مناسب عملی تدابیر تجویز کریں۔

جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں، اس وقت ہمارے ملک میں جتنے نظام ہائے تعلیم رائج ہیں ان میں سے کوئی بھی اس مقصد کے لیے آدمی تیار نہیں کرتا جو ہمارے پیشِ نظر ہے۔ اور نہ اس طرز کے آدمی تیار کرتا ہے جو ہمیں مطلوب ہیں۔ اسی لیے ہم کو اپنا

نظامِ تعلیم الگ قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ ہمیں صرف یہی نہیں کرنا ہے کہ نوخیز نسلوں کی علمی اور ذہنی تربیت کا انتظام اپنے نصب العین کے مطابق کریں بلکہ اس کے ساتھ ان کی اخلاقی اور عملی تربیت کا بھی بندوبست کرنا ہے اور یہ ضرورت خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے اور بھی شدید ہو گئی ہے کہ ہمارے ملک میں مدت ہائے دراز کے انحطاط کی وجہ سے اجتماعی تربیت کا نظام باقی ہی نہیں رہا ہے۔ پرانے زمانے میں اجتماعی تربیت کی جو صورت تھی وہ جدید زمانے کے سیاسی و تمدنی انقلاب کے مقابلے میں شکست کھا گئی اور جدید سیاسی و تمدنی انقلاب نے اس کی جگہ اجتماعی تربیت کا دوسرا نظام مرتب نہیں کیا بلکہ عامۃ الناس کو خودرَو درختوں کی طرح اُگنے اور نشوونما پانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیم یافتہ آدمیوں کی جتنی کمی ہے اس سے بہت زیادہ کمی تربیت یافتہ آدمیوں کی ہے مجھے اکثر یہ چیز بڑے رنج کے ساتھ محسوس ہوتی ہے کہ ہمارے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی خواہ وہ قدیم نظامِ تعلیم سے تعلق رکھتے ہوں یا جدید نظامِ تعلیم سے بالعموم اخلاق و شائستگی اور مہذب عادات اور منبط و نظم کی بالکل ابتدائی اور بنیادی تربیت سے بھی عاری ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے کوئی اعلیٰ درجہ کی جماعت جو کسی نصب العین کے لیے جد و جہد کر سکے اس ملک میں بنانی نہایت مشکل ہوتی ہے جن قوموں میں اجتماعی تربیت کا نظام مکمل موجود ہے ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں بیشتر افراد مہذب اور منظم زندگی کی بنیادی تربیت حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں، اور جو شخص کوئی خاص تحریک ان کے اندر جاری کرنا چاہتا ہو اسے ان بنے اور سنورے ہوئے آدمیوں میں صرف اپنی تحریک کے لحاظ سے مناسب اوصاف پیدا کرنے کی سعی کرنی پڑتی ہے لیکن ہمارے ہاں یہ بڑی دشواری ہے کہ ملک میں بنانی نہایت مشکل ہوتی ہے جن قوموں میں اجتماعی تربیت کا نظام مکمل موجود ہے ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں بیشتر افراد مہذب اور منظم زندگی کی بنیادی تربیت حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں، اور جو شخص کوئی خاص تحریک ان کے اندر جاری کرنا چاہتا ہو اسے ان بنے اور سنورے ہوئے آدمیوں میں صرف اپنی تحریک کے لحاظ سے مناسب اوصاف پیدا کرنے کی سعی کرنی پڑتی ہے لیکن ہمارے ہاں یہ بڑی دشواری ہے کہ

انسان کی بنیادی تربیت ہی بڑی حد تک مفقود ہے، اور یہاں اگر کسی نصب العین کے لیے جدوجہد کرنی مقصود ہو تو آدمی کو بالکل ناتراشیدہ مواد خام ملتا ہے جسے بالکل نئے سرے سے تراشنے اور سنوارنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے نظام تعلیم میں دماغی تربیت سے زیادہ اخلاقی تربیت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں اپنی اس دعوت کے لیے صحیح قسم کے کارکن میسر آسکیں جن کی نایابی کی وجہ سے ہمارا یہ کام ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بات اور بھی ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ اس وقت ہم کسی ملک کے انتظام کا چارج نہیں لے رہے ہیں کہ ہمیں اپنے نظام تعلیم میں ان تمام ضرورتوں کے لیے آدمی تیار کرنے ہوں جو ایک ملک کے تمدن کی پوری مشینری کو چلانے میں پیش آتی ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت صرف ایک کام ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں اخلاقی، فکری اور عمرانی انقلاب برپا کرنے کے لیے موزوں لیڈر اور کارکن تیار کریں۔ اس کام کے لیے ڈاکٹری یا انجینئرنگ یا سائنس وغیرہ کے ماہرین کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دین اسلام اور علوم اجتماعیہ (Social Science) میں اعلیٰ درجہ کی بصیرت رکھتے ہوں۔ آگے چل کر جیسا جیسا ہمارا کار روائیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا اور ہمارے اوپر ذمہ داریوں کا جتنا جتنا بار بڑھتا جائے گا اس کے لحاظ سے جن جن علمی شعبوں کے اضافے کی ضرورت ہوگی ان کا اضافہ ہم کرتے جائیں گے۔ فی الحال ہمیں اعلیٰ تعلیم کے صرف پانچ شعبے قائم کرنے ہیں جن کی تفصیل میں ابھی آپ سے عرض کروں گا۔ ان ہی شعبوں کو پیش نظر رکھ کر ہمیں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا انتظام کرنا ہے تاکہ ہم ان پانچوں شعبوں کے لیے طلبہ کو تیار کر سکیں۔

اب میں سب سے پہلے آپ کے سامنے اعلیٰ تعلیم کا معیار مطلوب پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ منتہا آپ کے پیش نظر ہو جائے۔ جس تک پہنچنے کے لیے آپ کو اس وقت ابتدائی قدم اٹھانے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کا معیار مطلوب

۱۔ علمی اعلیٰ تعلیم کے جن پانچ شعبوں (Faculties) ابھی میں نے آپ سے ذکر کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) فلسفہ:۔ تاریخ فلسفہ، فلاسفہ مسلمین کے مختلف سکول۔ فلاسفہ غیر مسلمین کے مختلف سکول، علم کلام، فلاسفہ متصوفین، منطق، نفسیات، فلسفۂ اخلاق، نظری (Theoritical) سائنس، حکمت قرآن اور اس کی مدد کے لیے حدیث۔

(۲) تاریخ۔ تاریخ اسلام، تاریخ مسلمین۔ تاریخ عالم قدیم وجدید، تاریخ انقلاب، فلسفہ تاریخ، عمرانیات (Socialugy) مختلف عمرانی فلسفے، مدنیات (Civics) سیاسیات و دساتیر عالم (Constitution of the world)
اسلامی فلسفہ تاریخ و فلسفۂ تمدن اور نظام اجتماعی و سیاسی کا مطالعہ قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

(۳) معاشیات: علم المعیشت، مختلف معاشی نظریے اور معاشی و تمدنی مسالک

دنیا کے مختلف معاشی نظام، مالیات (Finance)
بینکنگ (Banking) قرآن و حدیث اور فقہ کا
معاشی نقطۂ نظر سے۔

(۴) قانون: تاریخ قانون، اصول قانون۔ قوانین امم قدیمہ و جدیدہ، اصولِ قضا و نظامِ عدالت، قرآن و حدیث اور اسلامی مذاہب فقہیہ کا مطالعہ قانونی نقطۂ نظر سے۔

(۵) علوم اسلام: ادب و لغت عربی، تفسیر، حدیث، فقہ علوم اسلامی کی تاریخ، تاریخ افکارِ مسلمین، مذاہب عالم کا متقابل مطالعہ، تاریخ ادیانِ عالم، فلسفہ مذہب، دورِ جدید کی مذہبی و اخلاقی تحریکیں، مغربی الحاد کی تاریخ۔

(۶) ذہنی و اخلاقی: اس علمی معیار کے ساتھ ہم ان لوگوں کو جو ان شعبوں میں تیار ہوں حسبِ ذیل اوصاف سے آراستہ پانا چاہتے ہیں:

(۱) فکر و نظر اور ذہنیت کے اعتبار سے پورے مسلمان ہوں اور اسلام کے لیے دنیا سے لڑنے کا گہرا جذبہ رکھتے ہوں۔

(۲) دین میں تفقہ اور مجتہدانہ بصیرت رکھتے ہیں اور وہ تمام استعدادیں ان کے اندر پوری طرح نشو و نما پا جائیں جو دنیا کے بگڑے ہوئے نظامِ تمدن اخلاق کو توڑ کر ایک صالح نظامِ تمدن اخلاق تعمیر کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

(۳) ان کی دماغی تربیت اتنی اعلیٰ درجہ کی ہو کہ اپنے زمانے کی علمی دنیا پر اُن کی فراست کا سکہ بیٹھ جائے۔

(۴) وہ ان اخلاقی اوصاف سے پاک ہوں جنہیں قرآن و حدیث میں کفار، فساق اور منافقین کی صفات قرار دیا گیا ہے اور جنہیں ایمان کی ضد، اسلام کے منافی اور صالح سوسائٹی کے لیے غیر موزوں ٹھیرایا گیا ہے۔ اس کے برعکس ان میں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر وہ اخلاقی اوصاف پرورش کیے جائیں جو قرآن و حدیث میں عباد اللہ، متقین، صادقین، صالحین، محسنین، فائزین، مفلحین کے اوصاف بتائے گئے ہیں۔

(۵) وہ دنیا میں اپنے بل بوتے پر کھڑے ہو سکیں، ہر میدان کے مرد ہوں، کسی راہ میں عاجز و درماندہ نہ ہوں، صعوبتوں سے لڑ کر اپنا راستہ ہموار کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور زمین کو پیٹ کر ہر جگہ سے اپنا رزق حاصل کر لینے کی قابلیت ان میں موجود ہو۔

یہ ہے وہ سب سے اوپر کی منزل (Super Structure) جو آخر کار ہمیں تعمیر کرنی ہے۔ اس بناء عالی کو سنبھالنے کے لیے آپ کو جس ثانوی تعلیم کا انتظام کرنا ہوگا اس میں لامحالہ حسب ذیل شعبوں کی علمی تیاری ناگزیر ہوگی۔

ثانوی تعلیم کا معیار مطلوب

عام (۱) عربی زبان۔ انگریزی زبان یا اور کوئی یورپین زبان۔ اس حد تک کہ تحقیقی مطالعہ کے لیے کافی ہو سکے۔

(۲) قرآن کے تحقیقی مطالعہ کی ابتدائی تیاری

(۳) اُصول حدیث اور حدیث کی کسی مختصر کتاب کا تحقیقی مطالعہ جس سے طالب علم کے لیے آئندہ زیادہ گہرے تحقیقی مطالعہ کی راہیں کھل جائیں۔

خصوصی شعبے: یہ اُن پانچ شعبوں (Faculties) کی مناسبت سے ہونے چاہئیں، جو اعلیٰ تعلیم کے لیے تجویز کئے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک میں ان علوم کے مبادی اور مددگار علوم پڑھائے جائیں جن کا اعلیٰ تعلیم کے مرحلے میں طالب علم کو تحقیقی مطالعہ کرنا ہے مثلاً:

(۱) شعبۂ فلسفہ کے لیے مبادیٔ منطق، فلسفہ، قدیم وجدید اور علم کلام پر ایک ایک کتاب جو ان علوم کی اصطلاحات، طرزِ بیان اور بنیادی مسائل سے واقفیت کے لیے کافی ہو، نیز نفسیات، طبیعات اور علم کیمیا پر بھی ایک ایک ابتدائی کتاب۔

(۲) شعبۂ تاریخ کے لیے تاریخ عمرانیات اور سیاسیات کا ایسا کورس جس سے طلباء کو تاریخی تحقیق اور تمدن و متعلقاتِ تمدن کی گہرائیوں میں اترنے کا طریقہ معلوم ہو اور وہ ان علوم سے فی الجملہ روشناس ہو جائیں۔

(۳) شعبۂ معاشیات کے لیے، ایسا کورس جس سے طالب علم انسانی سوسائٹی کی ترکیب (Structure) اور اس کے بنیادی مسائل کو بحیثیتِ مجموعی سمجھ لے اور پھر معاشیات، مالیات، بینکنگ

اور کاروبارِ معیشت کے اصول سے واقف ہونے کے علاوہ موجودہ زمانے کے معاشی نظاموں اور مسلکوں سے بھی فی الجملہ شناس ہو جائے۔

(۴) شعبۂ قانون کے لیے اُصولِ قانون، اُصولِ فقہ، تاریخِ قانون اور تاریخِ فقہ اسلامی پر ایک ایک ابتدائی کتاب اور فقہ مذاہب اربعہ کے مسائل کا ایک مختصر مجموعہ۔

(۵) شعبۂ علوم اسلامی کے لیے زبانِ عربی کا ایک مزید کورس، اس عام کورس کے علاوہ جو متوسط تعلیم کے لیے تجویز کیا جائے۔ نیز فقہ اور تاریخ فقہ پر ایک ایک کتاب اور تقابل ادیان پر ایک کتاب جس میں تاریخ ادیان بھی شامل ہو۔

ان دونوں بالائی منزلوں کو سنبھالنے کے لیے آپ کو اپنی تعمیر کی ابتدا جس نچلی منزل سے کرنی ہے، اس کی تفصیلات آپ حضرات کو خوب غور و خوض کے ساتھ تجویز کرنی چاہئیں تاکہ بنیاد نہایت مضبوط ہو اور طلباء میں علمی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے وہ ضروری قابلیتیں اور صفات پیدا ہو جائیں جو مہذب انسانوں اور ہماری اس تحریک کے کارکنوں میں بہرحال ناگزیر ہیں۔ اس مرحلہ میں آپ کو اس امر کا بھی لحاظ رکھنا ہوگا کہ جو طلبہ آپ کی ابتدائی منزل سے آگے بڑھنے والے نہیں ہیں انہیں بنیادی تعلیم و تربیت سے اس حد تک آراستہ ہو جانا چاہیے کہ جوہرِ انسانیت اور جوہرِ اسلامیت کے اعتبار سے وہ ناقص نہ رہ جائیں اور متمدن و مہذب زندگی کے فعال عنصر ہونے کے لیے جو قابلیتیں ضروری ہیں وہ ان میں پیدا ہو جائیں اس کام کے لیے جتنی مدت آپ

چاہیں تجزیہ کریں اور اس مدت کو جتنے مراحل پر چاہیں تقسیم کریں، ماہر فن ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کا اپنا کام ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابتدائی تعلیم کی تکمیل پر ہم اپنے طلبہ میں کیا قابلیتیں اور کیا اوصاف دیکھنا چاہتے ہیں آپ اس معیار مطلوب کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ اس معیار کے طلباء تیار کرنے کے لیے آپ کو کتنی مدت اور کیا سروسامان درکار ہے۔

ابتدائی تعلیم کا معیار مطلوب

اخلاقی (۱) شائستگی، پاکیزگی، صفائی، تمیز حسن و قبح اور ذوقِ سلیم۔

(۲) اخلاق حسنہ، انفرادی، عائلی اور اجتماعی۔

(۳) انضباط (Discipline) باقاعدہ اور مہذب طریقہ سے سوسائٹی میں رہنے اور کام کرنے کے ڈھنگ محاسبۂ نفس کی عادت، احساسِ فرض، احساسِ ذمہ داری۔

(۴) وسعتِ قلب، وسعتِ نظر، وسعتِ تصور، بلند حوصلگی، خودداری۔

(۵) عزم و ارادے کی پختگی، متانت و سنجیدگی (Seriousness) خلوصِ نیت اور یہ ضروری صفت کہ جس معاملہ سے بھی دلچسپی لیں اس میں اُن کی دلچسپی منافقانہ طرز کی نہ ہو۔

(۶) جرأت و دلیری، جفاکشی، چستی، ہر طرح کا کام کر لینے کی صلاحیت

زندگی کے ہر پہلو سے کچھ نہ کچھ واقفیت (نہ صرف معلومات کی حد تک بلکہ عملاً بھی)

(۷) اسلامی نصب العین کا عشق اور گہرا اسلامی جذبہ جو روح اور قلب میں اترا ہوا ہو اور جس کا اظہار بچوں کی تمام حرکات و سکنات سے ہو۔

(۸) اسلامی اوزان اور پیمانوں (Islamic Standard of Weights and Measures) سے ہر چیز کو ناپنے اور تولنے کی عادت۔

(۹) جماعتی زندگی کے لیے وہ مناسب اوصاف جو قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۰) ضروری انتظامی صلاحیت۔

(۱۱) تحقیق و تجسس اور تفکر و مشاہدہ کی عادت۔ کھلے کانوں اور کھلی آنکھوں کے ساتھ دنیا میں رہنا، باقاعدگی کے ساتھ سوچنا، استدلال کرنا اور پرکھنا۔

عملی (۱) کشتی، تیراکی، بنوٹ، تلوار کا استعمال، گھوڑے کی سواری، سائیکل کی سواری، بندوق کا استعمال۔

(۲) پھاوڑے، کدال، ہنتھوڑے، بیلچے، آری، لیسولے اور برمے سے کام لینے پر قادر ہونا۔ ابتدائی طبی امداد سے عملاً واقف ہونا۔

(۳) منڈی سے مال خریدنے اور اپنا مال بیچ لانے پر بے جھجک قادر

ہونا۔

(۴) دالاقامہ کے انتظام، کسی بڑے اجتماع کے اہتمام اور کسی بڑی پارٹی کے سفر کے انتظام پر قادر ہونا۔

(۵) دفتری کاموں سے واقفیت، تجارتی مراسلت کی مشق۔

(۶) تقریر، تحریر، تبلیغ، گفتگو اور ترغیبی مذاکرہ (Convassing) پر قادر ہونا۔

(۷) کسی حد تک کھانا پکانے، کپڑا کترنے اور سی لینے پر قادر ہونا۔

علمی (۱) اردو نوشت وخواند اس پیمانے پر کہ طالب علم صحیح اُردو لکھ سکے ہر طرح کا اردو لٹریچر پڑھ اور سمجھ سکے اور اپنے خیالات تحریر اور تقریر میں ادا کر سکے۔

(۲) ابتدائی عربی قرآن کو فی الجملہ سمجھ لینے کی حد تک۔

(۳) فارسی، گلستان و بوستاں پڑھ سکنے کی قابلیت تک۔

(۴) ابتدائی انگریزی اُن علوم کی ابتدائی کتابیں انگریزی میں سمجھ لینے اور ان کا ترجمہ کر لینے کے قابل جنہیں معلومات عامہ کے سلسلے میں طالب علم اردو میں پڑھے گا۔

(۵) ضروری ریاضی جو ذہنی تربیت اور ہماری متوسط اور اعلیٰ تعلیم کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

(۶) جغرافیہ، طبعی، عالمی، قرآنی اور ہندی۔

(۷) تاریخ اسلام و مسلمین، سیر انبیاء و صلحاء امت اور تاریخ ہند کی۔

ضروری معلومات۔

(۸) اسلامی عقائد، اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب وتمدن کے متعلق واضح تصورات، نیز فقہ کی وہ ضروری تفصیلات جو ایک مسلمان کو اپنی مذہبی زندگی کے لیے لازماً معلوم ہونی چاہئیں۔

(۹) صحت عامہ وظائف اعضا۔ (Physiology) طبیعیات، علم الکیمیا، فلکیات، ارضیات، غرض اپنے جسم، اپنی سوسائٹی اور اپنے ماحول کے متعلق ضروری معلومات۔

(۱۰) ڈرائنگ، سکیل ڈرائنگ، ماڈل ڈرائنگ اور فری ہینڈ پینٹنگ میں صفائی اور ستھرائی اور صحت اور حسن ذوق، نیز نقشہ بنانے اور نقشہ سمجھنے (Map Reading) کی قابلیت۔

ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا عارضی انتظام

یہ تو وہ امور تھے جو مجھے اصل نظام تعلیم کے متعلق عرض کرنے تھے۔ اب میں ایک اور ضروری چیز کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں، یہ ظاہر بات ہے کہ ہماری تحریک کی حقیقی ضرورتیں محض ابتدائی یا ثانوی تعلیم سے پوری نہیں ہو سکتیں بلکہ وہ صرف اس انتہائی تعلیم ہی سے پوری ہو سکتی ہیں جس کے بارے شعبوں کی طرف میں ابتدا میں اشارہ کر چکا ہوں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس انتہائی مرحلہ پر پہنچنے میں ہمیں ابھی بہت دیر لگے گی لیکن ہماری تحریک کی موجودہ ضروریات کا تقاضا اتنا شدید ہے کہ ہم اپنی اعلیٰ تعلیم

کے لیے اس وقت تک زیادہ انتظار نہیں کر سکتے جب تک ہمارے طلبہ ابتدائی تعلیم سے بتدریج ترقی کرتے ہوئے انتہائی منزل پر پہنچیں گے۔ اس لیے اعلیٰ اور ثانوی تعلیم کا ایک عارضی انتظام بہرحال ہمیں جلدی سے جلدی کرنا چاہیے تاکہ وہ لوگ جو کالجوں اور عربی مدرسوں میں تعلیم پا چکے ہیں، انھیں ہم اسلامی نقطۂ نظر سے علمی اور اخلاقی دونوں حیثیتوں سے تیار کر سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ ہمیں اس وقت جن اعلیٰ درجے کے کارکنوں اور رہنماؤں کی ضرورت ہے وہ تیار ہو سکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اس عارضی انتظام سے جن لوگوں کو ہم تیار کریں گے۔ وہی ہمارے نظامِ تعلیم کے ثانوی اور اعلیٰ شعبوں میں درس و تدریس اور کتب نصاب کی تیاری کا کام کر سکیں گے۔ آگے چل کر ہم اس عارضی انتظام کو تھوڑے ردوبدل کے ساتھ اپنی اعلیٰ تعلیم کے ایک مستقل شعبے میں تبدیل کر دیں گے تاکہ ان لوگوں کو جو ہماری ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مرحلوں سے نہ گزرے ہوں بلکہ یہ مراحل دوسری درس گاہوں سے طے کر کے آئیں ہم اپنی اعلیٰ تعلیم کی کلاسوں میں داخل ہونے کے لیے تیار کر سکیں۔

اس عارضی تعلیم کے لیے نصاب اور مدتِ تعلیم اور مراحلِ تعلیمی تجویز کرنا آپ حضرات کا کام ہے۔ میں صرف وہ معیار پیش کیے دیتا ہوں جو اس تعلیم کی تکمیل کے وقت طلباء کی قابلیت کا ہونا چاہیے۔

معیارِ مطلوب

۱- قرآن اور حدیث میں آئی محققانہ نظر کہ طالب علم زندگی کے مختلف

مسائل میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے رہنمائی حاصل کرنے
کے قابل ہو جائے۔

۲۔ فقہ اسلامی سے اتنی واقفیت کہ طالب علم مختلف مذہب فقہیہ
کے اصول استنباط اور ان کے دلائل اور رخنوں سے واقف ہو جائے۔

۳۔ معقولاتِ قدیمہ سے اتنی واقفیت کہ طالب علم قدماکی کتابوں سے
استفادہ کر سکے اور معقولاتِ جدیدہ سے اتنی واقفیت کہ موجودہ
دور کے علمی پس منظر کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

۴۔ علوم اجتماعی سے اتنی واقفیت کہ طالب علم موجودہ دور کے تمدنی
مسائل اور تمدنی تحریکوں کو ناقدانہ حیثیت سے اچھی طرح سمجھ سکے۔

۵۔ تاریخ عالم پر اجمالی نظر، عہد نبوت اور خلافتِ راشدہ کی تاریخ
اور ہندوستان اور یورپ کی جدید تاریخ سے خصوصی واقفیت۔

اب میں آپ حضرات سے درخواست کروں گا کہ اپنا کام شروع
کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے اس کام میں
برکت عطا فرمائے اور آپ کی رہنمائی فرمائے۔"

اس تقریر کے بعد سوال نامے کے جوابات ارسال کرنے والوں میں سے جو جو
اصحاب موجود تھے اُن کو اُن کے جواب نامے دے دیے گئے تاکہ مولانا کی افتتاحی
تقریر کی روشنی میں اگر وہ اپنے جوابات میں کوئی اضافہ، ترمیم یا اصلاح کرنا چاہیں تو
کر لیں اور اگلے روز کے اجلاس کے لیے تقریر مذکور کے نقطہ نظر سے غور و فکر کر لیں
اب نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا، اس لیے اجلاس ختم ہوا اور بعد نماز عصر سب حضرات

علیحدہ علیحدہ یا چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

اجلاس دوم

دوسرے روز ۹ بجے کانفرنس کا دوسرا اجلاس پھر دارالاسلام میں شروع ہوا اور دوپہر کا تھوڑا سا وقفہ چھوڑ کر عصر تک جاری رہا۔ سب جوابات جو سوالنامے کے جواب میں موصول ہوئے تھے، حاضرین میں تقسیم کر دیے گئے تاکہ ہر سوال کے متعلق جوابات کو بسہولت بیک وقت پیش کیا جا سکے۔ سوالنامے کے ایک ایک سوال پر یہ ترتیب بحث شروع ہوئی، مولانا مودودی سوالنامے سے ایک سوال کو پڑھتے تھے پھر اس کے مختلف جوابات جو لوگوں کی جانب سے وصول ہوئے تھے پڑھے جاتے تھے، پھر ان پر پوری سنجیدگی سے غور و فکر اور بحث و تمحیص ہوتی اور آخری فیصلے کو تحریر کر لیا جاتا۔ جو امور طے ہوئے وہ درج ذیل ہیں:۔

مجلس تعلیمی کی قراردادیں

کل مدتِ تعلیم: (۱) کل مدتِ تعلیم چودہ سال ہونی چاہیے جسے حسبِ ذیل مرحلوں میں تقسیم کیا جائے۔

(ا) ابتدائی مرحلہ ۸ سال (ب) ثانوی مرحلہ ۴ سال (ج) اعلیٰ

مرحلہ ۴ سال۔

مرحلہ ابتدائی (۲) سرِدست صرف ابتدائی مرحلے کے لیے ایک درس گاہ قائم کی جائے جس کے انچارج غازی عبدالجبار صاحب ایم اے بی ٹی ہوں۔

(۳) اس درس گاہ کی ابتدائی جماعت میں ۶ سال سے لے کر ۸ سال کی عمر تک کے طلباء داخل کیے جائیں۔

نوٹ

درمیانی جماعتوں میں داخل ہونے والے طلباء، کو امتحاناً ایک مقررِ عرصہ تک (جو زیادہ سے زیادہ تین ماہ ہو) درجۂ خاص (Special Class) میں رکھا جائے ایک ہم عمر طالب علم کو اس کا رفیق مقرر کیا جائے جو اسے مرکز کی زندگی کے مختلف شعبوں سے متعارف کرائے۔ اس رفیق کے نگراں اس نووارد کے نگراں بھی ہوں گے اور وہ کوشش کریں گے کہ نووارد جلدی سے جلدی کسی ایک درجے کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے اور مرکز کی پوری زندگی میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے۔"

(۴) یہ درس گاہ لازماً اقامتی (Residential) ہوگی۔

(۵) طلباء کی تعلیم اور پرورش کے مصارف ان کے سرپرستوں کو برداشت

کرنے ہوں گے۔

(۶) اس درس گاہ میں صرف ان لوگوں کے بچوں کو داخل کیا جائے گا جو نہ صرف "جماعت" کے نصب العین سے متفق ہوں بلکہ درس گاہ میں بچوں کو داخل کرتے وقت اس بات کا تحریری اقرار نامہ داخل کریں کہ وہ اپنے بچوں کو کسی قومیت سے غیر اسلامی نظام کے کارکن بنانے کے لیے تیار نہیں کر رہے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے بچوں کو اس نصب العین کی خدمت کے لیے دیدیا ہے۔

(۷) ابتدائی منزل میں طلبہ کو کسی خاص پیشہ کے لیے تیار کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا، البتہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ اپنی عملی اور اخلاقی تربیت سے بچوں کی تمام پیدائشی قابلیتوں اور استعدادوں کو اس حد تک نشوونما دے دیں اور انہیں عملاً اس حد تک مشاہدہ اور تجربہ کرادیں کہ وہ آٹھ سال کی تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اندر یہ طاقت محسوس کرنے لگیں کہ خدا کی زمین میں ہر طرف ان کے لیے کام کرنے اور اپنی ضروریات حاصل کرنے کے مواقع موجود ہیں اور وہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اپنی درس گاہ کے فارغ شدہ طلباء کے معاشی مسئلہ کا یہی ایک حل ہے۔

(۸) نصاب اور درسیات کی ترتیب کا کام حسب ذیل پانچ حضرات کی مجلس کے سپرد کیا گیا اور اس مجلس کو اختیار دیا گیا کہ اس کام

میں جن جن اصحاب سے چاہے مدد لے اور چار مہینے میں اپنی
تجاویز کا خاکہ مرتب کرلے۔

(۱) غازی عبدالجبار صاحب (۲) مولانا امین احسن صاحب اصلاحی
(۳) قاضی حمیداللہ صاحب (سیالکوٹ) (۴) نعیم صدیقی صاحب
(۵) خواجہ محمد صدیق صاحب (دہلی)

غازی عبدالجبار صاحب اس مجلس کے دائمی ہوں گے۔

نوٹ

جو جوابات ہمارے سوال نامے کے جواب میں موصول
ہوئے ہیں نیز جو مواد درسیات کے سلسلے میں آیا ہے
وہ سب اس مجلس کے حوالے کر دیا گیا۔

(۹) درس گاہ کے انتظامی امور، اساتذہ کے انتخاب، اساتذہ کی
تیاری، دارالاقامہ اور درس گاہ کے نظم و نسق، تعمیرات اور
دیگر انتظامی کاموں کا نقشہ مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات
کی مجلس مقرر کی گئی۔

(۱) سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی (۲) مولانا امین احسن صاحب
اصلاحی (۳) غازی عبدالجبار صاحب (۴) چوہدری محمد اکبر صاحب
(سیالکوٹ)

غازی عبدالجبار صاحب اس مجلس کے بھی دائمی ہوں گے۔

ثانوی واعلیٰ تعلیم کا عارضی انتظام

(۱۰) اس تعلیم کے لیے ایک الگ درس گاہ قائم کی جائے جس کے انچارج مولانا امین احسن صاحب اصلاحی ہوں گے

(۱۱) اس کی مدتِ تعلیم چھ سال رکھی جائے۔ دو سال مرحلہ ثانوی کے لیے اور چار سال مرحلۂ تکمیل کے لیے

نوٹ

عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء اور یونیورسٹیوں کے گریجویٹوں کے لیے ایسی آسانیاں فراہم کر دی جائیں کہ وہ اس سے کم مدت میں مرحلۂ تکمیل طے کر سکیں۔

(۱۲) مرحلہ ثانوی کی ابتدائی منزل میں داخل ہونے کے لیے ایسے لوگ امیدوار ہو سکتے ہیں جو کم از کم میٹریکولیٹ ہوں یا کسی عربی مدرسہ کے متوسط درجہ کے معیار تک تعلیم پا چکے ہوں۔

(۱۳) درس گاہوں میں امیدواروں کا داخلہ ملاقات (Interview) کے بعد ہوگا۔

(۱۴) صرف ایسے امیدواروں کو درس گاہوں میں داخل کیا جائے گا جو جماعت اسلامی کے نصب العین سے متفق ہوں۔

(۱۵) طلبہ کو اپنے مصارف کا خود کفیل ہونا ہوگا۔

(۱۶) اس درس گاہ کے نصاب و درسیات اور جملہ انتظامی امور کی

تفصیلات مرتب کرنے کے لیے حسبِ ذیل اصحاب کی ایک
مجلس مقرر کی گئی۔

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی (۲) مولانا اختر احسن صاحب
اصلاحی (۳) مولانا مسعود عالم صاحب ندوی (۴) مولانا ابو اللیث
صاحب اصلاحی۔